هو العزیز الاعلیٰ

رسالہ

کتب خانۂ اسکندریہ

جو کہ نہایت سچا واقعہ اور تاریخی حالات کا آئینہ ہے

مؤلفہ

جناب منشی نادر حسین صاحب عزیز نگرامی

مصنف آئینۂ سکندر، جام جم، شگوفۂ حساب، نادر الحساب، شرافت، آتثلیث زاویہ،
معیار شرافت، عزیز المآب لاہل الحساب، تنبیہ، آئینۂ شرافت وغیرہ وغیرہ

باہتمام خادم القوم ابوالحسنات قطب الدین احمد غفرلہ اللہ الصمد

اول بار

بعد حفظ حق تالیف ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ مطابق ماہ جون ۱۸۹۵ عیسوی

نامی پریس لکھنؤ میں طبع ہوا

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ونصلے علے رسولہ الکریم

چونکہ کتب خانۂ اسکندریہ کے برباد کیے جانیکا الزام مسلمانون پر لگایا جاتا ہی اور ہر شخص بلا تحقیقات اس حادثہ و واقعہ کو مسلمانون سے منسوب کرتا ہی لہذا یہ مختصر رسالہ بنام کتب خانۂ اسکندریہ تالیف کیا گیا جسمین مع اور ضروری امور کے ثابت کر دیا گیا ہی کہ الزام مذکورہ اہل اسلام پر ہرگز نہین آسکتا ہی اور مسلمانون کی فتوحات کے پیشتر ہی کتب خانہ مذکور خاک سیاہ کر دیا گیا تھا۔

۲۳- مارچ ۱۸۹۵ء

بہی خواہ خلائق
نادر حسین عزیز بلگرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہر اسکندریہ ملک مصر کا قدیم پایہ تخت سکندر ذوالقرنین[1] کا آباد کیا ہوا قاہرہ سے ایک سو اٹھارہ میل کے فاصلہ پر شمال و مغرب کی جانب واقع ہی - شاہان خاندان تالمی کے عہد حکومت مین یہ شہر بڑی رونق پر تھا اور علوم ریاضی کے درس و تدریس کا بازار گرم تھا - یہان کے کتب خانہ مین سات لاکھ مجلد کتابین مہیا تھین لیکن وہ سارا کا سارا کتب خانہ رومی فاتحین کی وحشت کے نذر ہوگیا تاہم متعصب مصنفین کہتے ہین کہ پانچ لاکھ مجلد کتابین تو جولیس قیصر کے محاصرہ مین غارت ہوگئین اور باقی دو لاکھ سنہ ۶۴۰ مین جب خلیفہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی فوج نے حملہ کیا تب ضائع ہوگئین - مسلمانون کی نسبت یہ الزام محض اتہام اور بالکل بے بنیاد ہی جیسا کہ مضامین مندرجہ ذیل سے واضح ہوگا -

---

[1] ذوالقرنین اوس سکندر کا لقب ہی جو عرب کے قبائل سے یمنی اور حمیری تھا یعنے یمن کی تبع کی قوم سے اور حمیر کے قبیلہ سے تھا اوسی نے سد یاجوج باندھی اور اسکندریہ کی بنیاد ڈالی اوسکا نام صعب تھا اور اوسکا نسب نامہ یہ ہی صعب بن الرایش ذی مراد بن حال ذی سدد بن عاد ذی شج بن عامر بن ملطاط بن سکسک بن مایل بن حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان بن ہود بن غابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہم السلام اور سکندر جو کہ دارا ابن داراب بن بہمن کا فتحیاب ہوا اوسکا نسب نامہ یہ ہے سکندر بن فیلقوس بن مریم بن ہرمس بن منطروس بن رومی بن لیطی بن ثابت بن سرحون بن رومہ بن قرمط بن نوفل بن یساؤ (عیص + عیسو) بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام (رسالہ ترکی موسوم بہ دیباسہ رومی مطبوعہ سنہ ۱۲۸۰ ہجری) - واضح رہے کہ سکندر بن فیلقوس نے اسکندریہ کو مرمت تعمیر کیا یعنے از سر نو رونق بخشی ہے (مفتاح الکتاب مطبوعہ مرزاپور سنہ ۱۸۵۶ء حسب الحکم لٹریچر ٹرکٹ سوسائٹی باہتمام پادری میتھر صاحب صفحہ ۱۳۲) -

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۶۹ء کے صفحہ ۹۶ مین لکھتے ہین "عیسائی کہتے ہین کہ حضرت عمرؓ (خلیفہ) نے سنہ ۶۴۱ء مین عمرو بن العاص (عربی سپہ سالار) کو حکم دیا کہ وہ اسکندریہ کا کتب خانہ جلادے اور اوسکی تمام کتابون کو مسجد کے حامون مین صرف کرے یہ الزام بالکل جھوٹا ہی کیونکہ یہ بات مشہور ہی کہ ٹالمی کے کتب خانہ کی چار لاکھ یا سات لاکھ کتابین جولیس قیصر کی لڑائیون مین جلگئی تھین — یہ الزام (عربون کی نسبت کتب خانہ جلادینے کا جسے اکثر مورخین علی التواتر لکھتے ہین بالکل بے بنیاد ہی اور اوسکا کذب دلائل مندرجہ ذیل سے ظاہر ہی دلیل اول آنحضرت صلعم کا حکم ہی کہ یہودیون اور عیسائیون کی مذہبی کتابین جو فتح مین مسلمانون کے ہاتھ آئین اونھین برباد نہ کرنا چاہیے اور کتب عروض و فلسفہ اور تاریخ وغیرہ بھی جو مسلمانون کے قبضہ مین آئین (انھین بھی برباد نہ کرنا چاہیے بلکہ) اونسے فائدہ اوٹھانا چاہیے پس ایسا کیونکر ہوسکتا ہی کہ اہل اسلام آنحضرت صلعم کی عدول حکمی کرتے اور اوس کتب خانہ کو جلادیتے دلیل دوم ابو فراج (ابو فراگیس) جسکے خاندان نے اس کتب خانہ کے جلنے کی روایت بیان کی ہی وہ اوس زمانہ سے چھ سو برس بعد ہوا ہی جس زمانہ مین کہ اوس واقعہ کا ہونا بیان کیا گیا ہے علاوہ اسکے اور مورخان قدیم خواہ عیسائی ہون خواہ مصری (مثلاً یوطیکیوس مصری بطریق اسکندریہ جو سنہ ۸۷۶ء سے سنہ ۹۴۰ء تک تھا اور جارج الماسین مصری مورخ جو سنہ ۱۲۲۳ء سے سنہ ۱۲۷۳ء تک تھا ان دونون قدیم مورخان عیسائی نے اور نیز اورون نے) کسی نے اس حادثہ کا ذکر نہین کیا ہی دلیل سوم سینٹ کرائکیس جسنے کہ اسکندریہ کے کتب خانون کی تحقیق مین بہت سی کتابین لکھی ہین لکھتا ہی کہ یہ حکایت (عربون کی نسبت کتب خانہ جلادینے کی) بالکل جھوٹی ہی کیونکہ اسکندریہ مین بڑے بڑے کتب خانے چوتھی صدی سے پہلے تھے تعجب کی بات ہی کہ زمانہ حال کے مورخ اس حکایت کو بیان کرتے ہین حالانکہ گبن صاحب مورخ یہ بیان کرتے ہین کہ یہ حکایت مشکوک ہی کیونکہ نہ تو مسلمانونکی شان سے ایسی حرکت صادر ہوئی معلوم ہوتی ہی اور نہ کسی عیسائی یا مسلمان مورخ نے اسکا ذکر لکھا ہی"۔

پلوٹارک صاحب لکھتے ہین "جولیس سیزر نے دشمنون کے ہاتھ مین پڑجانے کے خوف سے

اپنے جہازون کو آگ لگادی اور وہی آگ بڑھتے بڑھتے اس حد تک بھڑک گئی کہ اوسنے اسکندریہ کے مشہور کتب خانہ عظیم کو بالکل جلادیا۔" (لائف آف سیزر)

ہنیڈی صاحب نے جہان اس غلط روایت (عربون کی نسبت کتب خانہ جلادینے) کو درج کیاہی وہان اپنی تحقیقات سے یہ نوٹ لکھاہے کہ یہ قصہ بالکل مشکوک ہی۔ (ڈکشنری آف ڈیٹس ریلیٹنگ ٹو آل ایجز)

ڈریپر صاحب نے پہلے اس قول (عربون کی نسبت کتب خانہ جلادینے) کو غلط راویون سے نقل کیاہی لیکن بعد مین جاکر اس قول کی غلطی کو تسلیم کیاہی اور لکھاہی "درحقیقت یہ کتابین جولیس سیزر کی لڑائیون مین جلگئی تھین اسباب کامل یقین کے ساتھ کہاجاسکتاہی کہ یہ قول (عربون کی نسبت کتب خانہ جلادینے کا) بالکل بے اصل اور محض افسانہ ہے"۔ (کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن)

لب التواریخ مولفہ مدرس سکندر فریزر ٹیٹلر نوان چھاپا تصیح کی ہوئی اوکسفورڈ کے مدرسہ کے مدرس التواریخ ڈاکٹر ایڈورڈ نیرس کی او بہبئی ایجوکیشن کمیٹی کے حکم سے کلکتہ مین اردو ترجمہ ہوا مس ڈکاسٹا اسسٹنٹ سوپرنٹنڈنٹ متعلقہ صوبجات بنگالہ و بہار و اڈریسہ مطبوعہ حج مشن ۱۸۶۹ء جلد دوم جدول تاریخ صفحہ ۳۵۴ مین لکھاہی "۴۸ سنہ قبل مسیح کے اسکندریہ کی چارلاکھ کتابون کا کتب خانہ جل گیا"

گاڈفری ہیگنس صاحب کا قول ہی کہ عیسائی اس معاملہ کو خوب چھپاتے ہین کہ ٹالمی کے مشہور کتب خانہ کا ایک حصہ قیصر (جولیس) کی لڑائیون مین جلادیاگیا اور باقیماندہ یا دوسرا حصہ عیسائی سعدی سوس کے حکم سے اوس زمانہ مین جلادیاگیا جبکہ اوسنے اپنی کل مملکت مین مخالفون کے عبادت خانے خدا کی عظمت کے لیے جلادیئے اور تباہ کردیئے۔ (حمایت الاسلام صفحہ ۶۳ دفعہ ۱۱۶ مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ ایالوجی مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء)

---

[1] ۴۸ سنہ قبل مسیح جولیس قیصر کی لڑائیون کی طرف اشارہ ہی کیونکہ قیصر مذکور ۹۹ سنہ قبل مسیح سے لیکر ۴۳ سنہ قبل مسیح تک تھا۔ (تذکرۃ الکاملین مولفہ بابو رامچندر عیسائی مطبوعہ ۱۸۷۲ء صفحہ ۷)

"چیمبرس کی انسائیکلوپیڈیا جلد اول مین اسکندریہ کے کتب خانہ کے بیان مین لکھا ہی "متعصب عیسائیون کے ایک گروہ نے بسرکردگی ارک بشپ تھیوفلس حملہ کرکے سنہ ۳۹۱ء مین جوپیٹر سراپیس کے بتخانہ کو ڈھادیا اور غالبا وہان کے علمی خزانہ یعنی کتب خانہ کو بھی برباد کردیا اور یا اوسوقت مین ہوا جبکہ کتب خانہ کی تباہی شروع ہوئی نہ کہ سنہ ۶۴۲ء مین عرب کے ہاتھون۔ اور وہ قصہ جسمین یہ ہی کہ عربون کو بہت سی کتابین جو چھ ماہ تک حمام گرم کرنے کے لیے کافی ہون ملگئی تھین سخریہ کے طور پر مبالغۃً بیان کیا گیا ہی مورخ اروسیوس جسنے اس مقام کو بعد ازانکہ عیسائیون نے اوسے خراب کرڈالا تھا ملاحظہ کیا لکھتا ہی کہ اوسنے اوسوقت کتب خانہ کی صرف خالی المارایان دیکھین"

اسکندریہ مین دو کتب خانے تھے ایک بروچین کا کتب خانہ جو گیلنس کے عہد حکومت مین سنہ ۲۶۳ء مین جلایا گیا جیسا کہ گبن باب ۱۰ جلد اول صفحہ ۳۴۷ مین ہے دوسرا سیریپیم کا کتب خانہ جو تھو پالیس (تھیوفلس) کے جور و جفا سے تباہ کیا گیا جیسا کہ باب ۲۸ مین ذکر ہی پھر گبن صاحب لکھتا ہی کہ یہ بیش قیمت ذخیرے دوسو پچاس برس پہلے حضرت عمرؓ کے حملہ کے تباہ ہوچکے تھے اور اس وقفہ کے عرصہ مین کوئی تاریخ کسی بادشاہ محب وطن یا کسی عالم کا پتہ نہین لگاسکتی جسکو ان کتب خانون کے پورا کرنیکی خواہش ہوئی ہو یا جسکے پاس وسائل ان کے پورا کرنیکے ہون۔ ابو فرائیکس کا افسانہ اس قدر مشہور نہ ہوجاتا اگر اوسسے یہ غرض ہوتی کہ روم کے وحشی نعیابون کو اسبات کا الزام دیا جاوے کہ اونھون نے دنیا مین علمی تاریکی پھیلانے مین کوشش کی اڈورڈ گبون مورخ نے جو سنہ ۱۷۳۷ء سے سنہ ۱۷۹۴ء تک تھا اور الکسنڈر ہمبولٹ جرمنی سے بڑی قوت کے ساتھ اس سے (یعنی عربون کو کتب خانہ جلادینے کا الزام لگادینے سے) انکار کیا ہی (دیکھو تاریخ روم جلد ششم مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۴۳۶ اور جلد دوم کاسموس صفحہ ۵۰۲ مطبوعہ سنہ ۱۸۹۴ء)۔

اس سے ثابت ہے کتب خانہ سکندریہ کے غارت کرنیکا الزام مسلمانون پر ہرگز نہین آسکتا ہے۔

جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۰ مین لکھتے ہین کہ ہم فرض کرتے ہین کہ مسلمانون
نے حقیقت مین اسکندریہ کا کتب خانہ جلا دیا پس وہ لوگ کیونکر الزام لگا سکتے ہین جو اپنے
پادری کارڈنل ضمینیض سے ناراض ہوے جسنے اہل عرب کے تمام عمدہ عمدہ کتب تواریخ و زراعت
و طب کو جلا دیا اور یہ دلیل بیان کی کہ یہ کتابین قرآن سے مستنبط ہونگی۔ اسیطرح عیسائیون نے
مشہور سرو خانہ کو منہدم کیا اور اس سے بھی زیادہ وینڈل قوم کی طرح یہ بیوقوفی کی کہ مفتوحین کی
عمدہ عمدہ عمارات اور دفترون کو برباد کر دیا۔

پھر جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹۸ و ۹۹ مین لکھتے ہین "کون ایسا ہے
جسنے شولری (مردانگی) کی باقی یعنے سلطنت اسلام کے اسپین سے جاتے رہنے کا افسوس
نہ کیا ہو۔ کون شخص ایسا ہے جسنے اوس عمدہ قوم پر تعجب نکیا ہو جنھون نے آٹھ سو برس تک حکمرانی کی
مگر اونکے مخالف مورخون نے بھی اونکی ایک بیرحمی کا بھی ذکر نہین کیا (یعنی کبھی اونسے بیرحمی نہین ہوئی)
کون ایسا شخص ہے جو عیسائیون کے پادریون کی اس حرکت سے نادم نہ ہو کہ اونھون نے اپنے
حکام سے زبردستی شیطنت اور ظلم اوس قوم پر کرایا جنکی وہ حفاظت مین ایک عرصہ دراز تک رہے تھے۔
کون ایسا شخص ہے جو ضمینیض پادری کی اس حرکت کے لکھنے سے شرمندہ نہ ہو کہ اوسنے گورڈا کے
(اسلامی) بڑے بڑے شعرا اور فلسفیون اور ریاضی دانون کی تصنیفات کو جلا دیا اور اوس قوم کے سات سو برس
کے علم و ادب کی کتابون کو برباد کر دیا"

تعجب ہے کہ جبکہ کتب خانہ اسکندریہ عربون نے جلا دیا تو کوڈکس الکسنڈرنیوس (کوڈکس
الکزنڈرین[1] یعنو سکرپٹس) جو قبل زمانہ اسلام یعنی ہجرت سے دو سو برس پیشتر کا کہلاتا ہے

---

[1] یہ نسخہ منجملہ اون نسخ کے ہے جنکی قدامت پر علماے عیسائی انجیل کی صحت اور اصلیت کا عوام کے سامنے بڑا دعوی کرتے ہین بس
واضح رہے کہ اسمین عہد عتیق کی جھوٹی سچی کتابین اور عہد جدید کی کتابین ہین علماے عیسائی نے جو صحیح بائبل ہین تقدمت کے درجہ
مین اوسکا نمبر اول رکھا ہے یہ نسخہ چار جلدون مین ہے تین جلدون مین عہد عتیق کی کتابین ہین اور چوتھی جلد مین عہد جدید
کی مع اسماء اول کلیمنٹ بنام کارنتھیز اور زبور سلیمان جنکو اب عیسائی جھوٹی جانتے ہین۔ اور عہد جدید کی کتابون مین سے متی کی انجیل
ابتدا سے ۲۵ باب ۶ تک نہین ہے اور یوحنا کی انجیل ۶ باب ۵۰ سے ۸ باب ۲۵ تک نہین ہے اور کرنتھیون کو ۲ باب ۱۲ سے

کیونکر بچا ہوا عیسائیون کے ہاتھ آگیا اور لندن کی میوزیم برطانیہ کے کتب خانہ مین پہونچ گیا۔

بالفرض اگر مسلمانون نے وہ کتب خانہ جلادیا ہوتا تو یہ ایسی بات تھی جیسے پولوس مقدس کے عہد مین نومرید عیسائیون نے اپنی کتابون کو جلادیا تھا اور پولوس نے انھین کچھ الزام نہین دیا اگرچہ پچاس ہزار روپیہ کی مالیت وہ کتابین تھین (دیکھو اعمال ۱۹ باب ۱۸ و ۱۹) اور کتاب والٹن مطبوعہ سنہ ۱۷۹۱ء جلد سوم مین ہی کہ جب وکلف کے ترجمہ کے جلادینے کا حکم نکل چکا بٹلر نے سنہ ۱۴۰۱ء مین ایک کتاب لکھی اور سنہ ۱۴۲۸ء مین کونسل کے حکم سے وکلف کی ہڈیان نکال کر جلاتی اور دریا مین بہائی گئین اور سنہ ۱۵۲۶ء مین کورڈنل وسی اور بشپ لوگون نے حکم دیا کہ ٹنڈیل کا ترجمہ نہ پڑھا جاوے اور اسی سال مین ٹونسل بشپ لندن اور ٹامس مور نے قریب قریب تمام نسخے خرید کرکے پال کے کراس مین جلادیئے اور پھر اوسی بشپ نے

(حاشیہ بقیہ متعلقہ صفحہ ۵) ۴ باب ۷ تک غائب ہی۔ زبور سے پہلے ایک نامہ اتھانی سیش کا بنام مارسی لنیس اور اوسکے بعد ایک فہرست ایسے زبورونکی جو دن رات کے ہر گھنٹہ کے نماز مین استعمال کیجاوین مندرج ہین اور چند ہمیز (دھرم گیت) بھی اوس فہرست مین تھے اور اونمین گیارھوان گیت حضرت مریم کی تعریف مین تھا اور وائل یوسیبیس زبورون پر اور اوسکے قواعد انجیلون پر لگائے ہین۔ بعض عیسائی عالمون نے اس نسخہ کی بہت تعریف کی ہی اور بعضون نے بڑی مذمت کی ہی چنانچہ وٹسٹین صاحب اِس نسخہ کی مذمت کرنے والون کے سردار ہین اِس بات مین بھی اختلاف ہی کہ کہان کا لکھا ہوا اور کسکا لکھا ہوا اور کب کا لکھا ہوا ہی۔ گریب صاحب اور مکائیر صاحب اوسکو آخیر چوتھی صدی سے پہلے کا لکھا ہوا بتاتے ہین اور وٹسٹین صاحب پانچوین صدی کا اور ڈاکٹر سیمبلر صاحب ساتوین صدی کا اور میکیلیس صاحب آٹھوین صدی کا بتاتی ہین اور کہتے ہین کہ اوسمین اتھانی سیش کا نامہ ہی جو دیہا اور اوڈن صاحب دسوین صدی کا لکھا ہوا بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ نامہ اتھانی سیش کا جھوٹا ہی اور اوسکی زندگی مین بن نہین سکتا اور جب دسوین صدی مین جھوٹھ کا بڑا زور تھا تو اوسی صدی مین یہ نامہ بھی بنایا گیا ہوگا اور مونٹ فاکن صاحب کہتے ہین کہ کوئی یونانی نسخہ چھٹی صدی سے قبل کا لکھا ہوا نہین ہی۔ مشئم صاحب کا قول ہی کہ مورخان معتبر کے نزدیک بات قرار پاگئی ہی کہ دسوین صدی مین یوروپ غایت درجہ کی جہالت مین پڑا ہوا تھا (کتاب جان ڈیون پورٹ صاحب صفحہ ۹۲)

جبکہ قدامت کے اول نمبر کے نسخہ کا یہ حال ہی تو اوسکے بعد کے نسخ مثلاً کوڈکس وائی کانوس اور کوڈکس کانٹیس اور کوڈکس ایبرڈ سنیس اور کوڈکس آفریمی اور کوڈکس بیزی وغیرہ کا حال بھی اسی بنا پر قیاس کرلینا چاہیے۔ ہارن صاحب اپنی کتاب کے جلد دوم مطبوعہ سنہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۷۰ مین لکھتے ہین کہ جہان مین کسی کتاب کے دو نسخے ایسے مختلف نہین ہین جیسے کوڈکس الکسندرینوس اور کوڈکس وائی کانوس۔ اور انمین عہد عتیق کی کتابین اصل عبرانی مین نہین ہین بلکہ صرف یونانی ترجمہ ہی جسکی بابت صفدر علی عیسائی اپنی کتاب نیاز نامہ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۱۹۰ مین لکھتے ہین کہ ترجمہ سپٹواجنٹ بعض جگہ غلط ہی اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ سنہ ۱۸۴۱ء مین لکھتے ہین کہ مشرق کے ملحدون نے اوسمین تحریف کی ہے ۱۲

۱۵۲۶ء مین آسٹن پکینگٹن سوداگر کی معرفت اوس ترجمے کے نسخے خرید کر کے مقام جیپ سائڈ مین
علانیہ جلا دیئے اور ۱۵۳۰ء مین نماز کی کتاب مع انجیل کے جلائی گئی - اور تصنیف پادری رومن کاتھولک نے
اسپین مین سات سو برس کا جمع کیا ہوا کتب خانہ مسلمانون کا جلا دیا (جان ڈیون پورٹ صاحب کی
کتاب صفحہ ۹۷ و ۹۹) اور پروٹسٹنٹ عیسائیون نے وہ سب کتب خانے رومن کاتھولک کے برباد کیئے
جنکا ذکر جی بیل رو رو کر ان لفظون سے کرتا ہی کہ انھون کی کتابین غرق کین اور اونکے ورق کتابون کی
سیخون کے صرف مین لائے اور اونسے اپنے شمعدان اور جوتے صاف کئے اور بعضی کتابین پنساریون
اور صابون بیچنے والون کے ہاتھ بیچین اور صدہا کتاب سمندر پار جلد سازون کے ہاتھ فروخت کین کچھ
سو پچاس نہین بلکہ جہاز بھرے ہوے مذہب کی کتابون کو اسطرح برباد کیا جنھین دیکھ کر غیر قومون کو تعجب
آیا اور کہتا ہی کہ ایک سوداگر نے جس سے مین واقف تھا دو کتب خانے فی کتب خانہ تخمینا بیس روپیہ کو
خرید کیے -- (کتاب بیڈیلی صاحب موسومہ مرآۃ الصدق مطبوعہ ۱۸۵۱ء صفحہ ۴۸ و ۴۹)-

کتب خانون کے جلانیکا جیسا عیسائیون اور خاصکر اہل یورپ مین رواج ہی ایسا اور کسی قوم مین
رواج نہین ہی - جرمنی والون نے مقام اسٹراس برگ کے نامور کتب خانہ کو جلا دیا اور اس نامعقول حرکت
سے انکی قوم کی نہایت بدنامی ہو رہی ہی اور اب جرمنی اور انگلستان مین اسٹراس برگ کیواسطے ایک نیا
کتب خانہ مہیا کرنیکو کتابین پھر جمع ہو رہی ہین اور انگلستان کے باشندون نے کئی ہزار کتابین دی ہین
یورپ مین جو ہندوستانی کتابین نہایت کمیاب ہین اسوجہ سے کہ جو کتاب اوس ملک مین آتی ہی لوگ
اوسکی نہایت قدر کرتے ہین - ولیمس اور نارگیٹ اور ٹرنیر سوداگر ہر ایک کتاب کو جو اونکے پاس
بھیجی جاویگی تو وہ روانہ کردینگے - چٹھی از مقام برن واقع سوئیٹزرلینڈ (اخبار سینٹیفک سوسائٹی
علیگڈھ مطبوعہ ۷ - جولائی ۱۸۷۱ء صفحہ ۴۲۰ جلد ششم نمبر ۲۷) آمد اونھین دنون فرانس کے
باغیون نے پیرس دار السلطنت فرانس کا بادشاہی کتب خانہ پھونک دیا - لب التواریخ جلد دوم صفحہ ۹۵
مین لکھا ہی کہ علوم و ادراک کے باب مین یہی کہا جاسکتا ہی کہ غالبا لاطینیون نے مشرقی صدر الصدور
(قسطنطنیہ) کے بہت اچھے اچھے نوشتون کو غارت کیا (یعنی صلیبی جہاد کے زمانہ مین ایسا کیا تھا)

کہ جنکا اب ہاتھ آنا مشکل ہے - اور بادشاہ ہنری ہشتم نے آدھا کاتھولک اور آدھا پروٹسٹنٹ بنکر دونون فریق کے لوگون کو اپنے طریق پر لانا چاہا اور دونون مین سے بہت سے لوگ جنھون نے اوسکی پیروی نکی آگ مین جلا دیے گئے - (تاریخ سلطنت انگلشیہ مطبوعہ لاہور ۱۸۶۷ء ترجمہ ہسٹری ولیم فرانسس کالیبرل ال ڈی مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء) لب التواریخ جلد دوم جلد اول تاریخ صفحہ ۳۹۹ مین ہے کہ مریم کے حکم سے بہت سے اسقوف انگلنڈ مین جلا دیے گئے -

کہا جاتا ہے کہ ابوجعفر منصور کے وقت مین کتاب کلیلہ دمنہ کا سنسکرت سے ترجمہ کیا گیا - یہ بھی غلط ہے بلکہ ہوشنگ بن سیامک بن کیومرث نے حکمت عملی مین ایک کتاب تالیف کی تھی اور اوسکا نام جاودان خرد رکھا تھا انوار سہیلی اوسیکا ترجمہ ہے اور حسن بن سہیل وزیر مامون بادشاہ عباسی نے اوس کتاب کے چند فصول انتخاب کرکے اونکا عربی زبان مین ترجمہ کیا (جام جہان نما ترجمہ مرآت عالم مطبوعہ گجرانوالہ)

کہا جاتا ہے کہ اوائل مین اہل عرب نے ہندیون سے اشکال اعداد سیکھے پس اونھون نے اونکا نام ارقام یا رقوم ہندیہ رکھا تھا پھر امتداد زمانہ سے ارقام یا رقوم کا لفظ دور اور ہندیہ بلفظ ہندسہ مشہور ہوگیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ وجہ تسمیہ بھی غلط ہے اور یہ خیال خام ہے کیونکہ ہندسہ بالفتح معرب اندازہ کا ہے ہمزہ ہاے ہوز سے بدل اور الف حذف ہوا ہے اور چونکہ کلام عرب مین دال مہملہ اور زاے معجمہ بغیر فاصلہ کے کلمہ مین جمع نہین ہوتے ہین اسلیے زای معجمہ کو سین مہملہ سے بدل دیا تب ہندسہ ہوگیا اور صاحب لغات نے یا لکھا ہے (غیاث اللغات) ہندسہ بالفتح اصل مین ہندزہ تھا کیونکہ وہ ماخوذ ہے ہندازہ سے جو کہ معرب اندازہ کا ہے اور چونکہ کلام عرب مین دال و زاے معجمہ بغیر فاصلہ کے جمع نہین ہوتے پس سین سے بدل دیا (منتخب اللغات + صراح)

کہا جاتا ہے کہ عرب کے لوگون نے سارے علوم یونان مین سے ترجمہ کیے - محض غلط ہے جبر و مقابلہ کی نسبت کہ یہ ایک عربی لفظ ہے بعضون کو یہ اشتباہ ہے کہ عربون نے یہ ایجاد کیا - جو مسلمان کہ سپین مین سکونت رکھتے تھے گنتی دہائی کی اونکا ایجاد ہے - مذہب اسلام کے اختیار کرنے سے لوگون نے پرستش بتون کی چھوڑ دی اور جبکہ توجہ خلفا کی ترقی علوم کی طرف سے ہوئی تو اونھون نے

بجاے پرستش ستارون کے اونکی گردش وحرکات اور مقام وغیرہ دریافت کئے۔ خلیفہ مامون رشید کے
حکم سے وسیع میدان سنیکر یعنی سنجر[1] اور کوفہ کے ایک ربع محیط زمین کا پیمائش کیا گیا اور یہ ثابت ہوا کہ سارا
محیط زمین کا چوبیس ہزار میل ہے لوگ جو تعریف مسلمانون کی کیمیا[2] میں کرتے ہین فی الحقیقت واجب ہو
مصر والون نے اس علم مین اس قدر ترقی نہ کی تھی بلکہ معلومات اونکی تھوڑی تھی ماسوا ان بوٹیون کے کہ
یونانیون کو معلوم تھین مسلمانون[3] نے دو ہزار نئی بوٹیان نکالین اور علاج اکثر امراض کے جو سابق مین معلوم تھو
دریافت ہوے (سیر الاسلام مطبوعہ ۱۸۷۵ء باب ۶ مترجمہ پنڈت رام کشن)

لب التواریخ باب ۵ فصل ۴ صفحہ ۲۴ و ۲۵ مین لکھا ہو کہ دستکاری کے صنائع مملکت یوروپ
مین بہت کم تھے مسلمانون نے اونھین زیادہ تر ترقی دی۔ علم معماری کا تعمیر وضع پر جو شاید کہ عربون سے
اونھون نے اخذ کیا تھا کہ جسمین بڑی شان وانداز اور پاکیزگی نمایان ہو ترقی پر تھا۔ پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۴۲
مین لکھا ہو کہ ایک اچھے بادشاہون کے سلسلہ کے سبب مسلمانون نے صنائع وبدائع اور جنگ کی بابت
سب دوسرے اقوام مغربی کی نسبت بڑا ہی رتبہ حاصل کیا۔ پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۱۵۷ مین لکھا ہو کہ
یوروپ کے مغربی ممالک کے لوگ پہلے اہل عرب کے تراجم کے وسیلے سے متقدمین کے علوم سے آگاہ ہوے
اور اغلب کہ یہ تراجم اصلی زبان سے نہوے تھے بلکہ محض سریانی زبان تھی شارحین نے زبان عربی سے
زبان لاطینی مین ترجمہ کر دیا۔

پادری نکس صاحب اپنی کتاب اصلاح سہو مطبوعہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۴۲ مین لکھتے ہین کہ جو کچھ

---

[1] زمین جزیرہ (مابین دجلہ وفرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہو سنجار اوسکا ایک قدیم مشہور شہر ہو یہان ایک
بڑا کف دست میدان ہو جسے عرب بریہ کہتے ہین۔ ایکبار اس میدان مین اور دوسری بار کوفہ کے میدان مین مامون بن رشید کے
حکم سے مہندس لوگ جمع ہوے اور کرہ ارض کے ایک دائرہ عظیمہ کی پیمائش کی اور محیط کرۂ زمین کو چوبیس ہزار میل مشخص کیا۔ موسی بن شاکر
کے چارون بیٹے یعنی ابو جعفر محمد۔ احمد۔ اور حسین اس کام پر بھیجے گئے تھے جنکی کتاب حیل بنی موسی مشہور ہو ۱۲

[2] بمقام سالرنو صوبہ نیپلیس (ملک اٹلی) مین مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تھا جسمین طب کی علمی اور عملی تعلیم ہوتی تھی
اور تمام لوگ یوروپ سے طب سیکھنے کو یہان آتے تھے۔ (رسالہ کورس سوس ہمبرلٹ جلد دوم)

[3] از انجملہ ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی ہو جسنے نباتات کی تحقیقات مین دور دراز کے سفر کئے اور وہ یہ سفر دو کہ بیان مین اکثر
کتابون کا ماخذ اسکی تصنیفات ہین۔ حکماے مصر اسکو اپنا پیشوا جانتے تھے ۶۴۶ہجری مین وفات پائی ۱۲

اونھون نے یونانیون سے پایا اوسکے حامل اہل اسلام ہوے اور اونکی معرفت بھی کچھ ترقی ہوئی اور[1] یہ لوگ اونکے ممنون ہین کہ اونھون نے علوم کو فرنگستان (یوروپ) مین پہونچایا - فارسی زبان کو جو دنیا کی سب زبانون مین شیرین بھی جاتی ہے مسلمانون نے بہت ہی ترقی دی - فردوسی - امیر خسرو - نظامی - اور سعدی وغیرہ کی تصانیف کو دیکھنا چاہیے - مسلمانون مین ابو نصر فارابی اور بو علی سینا حکمت مشائی مین ایسے ہوے ہین جیسے یونانیون مین ارسطو اور حکمت اشراق مین شیخ شہاب الدین مقتول ایسے ہی نامور تھے جیسے یونانیون مین افلاطون مسلمانون نے بطلیموسی[2] نظام کی غلطی کا کوپرنیکس[3] سے پہلے خیال کر لیا تھا چنانچہ محمد بن عبد الملک طفیل جسکو

---

[1] یوروپ کے نامی مورخ مثل اڈورڈ گبن - ہنری لوئیس - ڈاکٹر ہیلی - سڈلیو فرانسیسی - سکندر ہمبولٹ وغیرہ وغیرہ اسبات کے معترف ہین کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا -

[2] تمام دنیا کے پردہ پر دو قسم کے نظام مروج ہین ایک بطلیموس دوسرے فیثاغورس - بطلیموس زمین کو مرکز عالم کا قائم قرار دیکر گرد اوسکے کرۂ آب و گرد اوسکے کرۂ ہوا پھر گرد اوسکے کرۂ آتش پھر فلک عطارد پھر فلک زہرہ پھر فلک شمس پھر فلک مریخ و مشتری و زحل اور فلک ثوابت یا فلک البروج (کرسی) اور فلک اطلس یا فلک الافلاک (عرش) علی الترتیب لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ آسمانون کو گردش ہے بعض کو مشرق سے بجانب مغرب اور بعض کو مغرب سے بجانب مشرق چنانچہ فلک البروج چھتیس ہزار سال مین دورہ کرکے اول مقام مین آتا ہے زحل تیس سال مین مشتری تیرہ سال مین مریخ ایک برس چھ ہفتہ مین شمس ایک برس مین زہرہ تخمیناً ایک سال مین عطارد تخمیناً گیارہ ماہ مین قمر تخمیناً ایک ماہ مین - اور فیثاغورس آفتاب کو مرکز اور قائم قرار دیکر گردش زمین و قمر و دیگر سیارون کا گرد اوسکے قائل ہے ۱۲

[3] یہ شخص سولھوین صدی کے آغاز مین ایک عظیم الشان گرجا فرن برگ (ملک جرمن) کا پادری تھا اوسنے اپنے گھر کی دیوارون مین سوراخ بنائے اور اندر سوراخون کے چوبی آلات لگائے اور اونپر سیاہی سے خطوط ناپ کر بنائے اور پیچھے اون آلات کے کھڑا ہو کر دن مین آفتاب کا حال دریافت کرتا اور رات مین ماہتاب اور ستارون کو دیکھتا معائنہ اختلاف اوقات سے جسمین اجرام فلکی پار نشانون کے ظاہر ہوتے تھے ان اختلافون کے اسباب پر غور کرتے کرتے آخر کار یہ بات قرار پائی کہ زمین اور اجرام فلکی سب حرکت کرتے ہین - (مظہر العلوم نمبر ۴ ۲ مطبوعہ ۱۸۸۱ء)

واضح رہے کہ اگلے زمانہ مین یوروپ مین ارسطو کا فلسفہ مروج اور مذہب مین مختلط ہو رہا تھا اور جس زمانہ تک وہ قائم رہا کسی طرح کی مذہبی یا عقلی ترقی یوروپ مین حاصل نہ ہوئی آخر کار تیرھوین صدی مین سر روجر بیکن نے جو ۱۲۱۴ء مین پیدا ہوا اور جو حقیقت مین مسلمان فلسفیون کا شاگرد تھا اوسنے فلسفہ بحثیہ قیاسیہ کو چھوڑ کر فلسفہ شہودیہ تجربیہ پر توجہ کی اور بہت سی کتابین لکھین مگر چونکہ ارسطو کے فلسفہ کو لوگون نے غلط جانا تب وہ افلاطون کے فلسفہ کی طرف متوجہ ہوے اور اسلیے ترقی فلسفہ کی رک گئی مگر پندرھوین صدی کے شروع مین طلیسیس اور کمپیلا اور رمیس محققون نے اس فلسفہ کے اصول کے باطل کرنے پر کوشش کی مگر جیسے کہ اس زمانہ کے مسلمان ایسے امور مین تحقیق کو کفر بتاتے ہین وہی مصیبت اون بیچارون پر بھی پڑی آخر کار بیکن پر تکفیر کا فتوی صادر ہوا اور رمیس قتل کیا گیا - پھر بڑا انقلاب یوروپ مین ہیئت قدیمہ کی غلطی بیان کرنے مین اور ہیئت جدیدہ کے

انگریزی مین ابوایر کہتے ہین اور جو بارھوین صدی مین اندلس مین پیدا ہوا اوسنے اس نظام سے انکار کیا
جسکی تصدیق البٹ ریجبین نے اپنے رسالہ علم ہئیت کے دیباچہ مین کی ہی آور علم مرایا و مناظر مین
بھی مسلمانون نے بڑی ترقی کی چنانچہ ابو علی الحسن جو گیارھوین صدی مین تھا اوسکا رسالہ علم مرایا و
مناظر یوروپ کی مشہور کتابون مین سے ہی جسکو وزنبر نے ترجمہ کیا اور ۱۵۷۲ء مین بمقام بیل
چھاپا گیا اس محقق نے یونانیون کی یہ غلطی ثابت کی کہ شعاع نظر آنکھ سے نکل کر کسی چیز پر نہین پڑتی ہی
بلکہ اوسنے تشریح اور علم مثلث کی دلیلون سے ثابت کیا کہ تمام چیزون کی شبیہ آنکھ مین آکر پڑتی ہی
جسکی تحقیقات کا نتیجہ وہ ہی جو آج فوٹوگراف کی تصویرون سے ظاہر ہوتا ہی - ہیبت اللہ بن حسین
بغدادی نے جو کہ مسترشد باللہ خلیفہ عباسی کے عہد مین تھا نور کی رفتار کا اندازہ نکالا اور اوسکو دلائل
ہندسیہ سے ثابت کیا - علم ہوا مین ابو علی الحسن ہی اس مسئلہ کا موجد ہی کہ جسقدر ہوا زمین کے
طبقہ سے اونچی ہوتی ہی اوسیقدر وہ سبک ہی - حواس خمسہ ظاہری و باطنی کی تقسیم بو علی سینا کی
تحقیق ہے - ہمبولٹ کاسمس مین لکھا ہی کہ دواسازی کا علم عرب نے پیدا کیا چند دواؤن کو
مرکب کرنے اور نسخہ لکھنے کا طریقہ اونھین کا ایجاد ہی - گبن صاحب کا قول ہی کہ علم کیمیا یعنی حل و عقد کی

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۰) ثابت کرنے پر ہوا - اگلے زمانہ مین یورپ کے لوگون کا اعتقاد آسمان و زمین کی نسبت ویسا ہی تھا جیسا کہ اب مسلمانون کا ہی
اور یہ مسائل مذہب مین ایسے ہی داخل سمجھے جاتے تھے جیسے کہ بعض باتون مین اب مسلمان مانے بیٹھے ہین - کوپرنیکس نے جو پروشیا کے
اطراف کا رہنے والا تھا ۱۵۰۶ء مین چاہا کہ اس ہئیت کی غلطی ثابت کرے مگر مذہبی لوگون کے خوف سے اوسکو جرأت نہوتی تھی آخر
۱۵۴۳ء مین اوسنے ایک کتاب لکھی رسالہ تو تمام سکا اور ۱۵۸۰ء مین اوسکا کچھ خلاصہ مشہور ہوا مگر وہ اوسی زمانہ مین مر گیا اور برونو نامی حکیم نے اوسے
مشہور کیا مگر وہ اوسی جرم مین نکالا گیا اور اوسکی تحقیقات محکمہ دینی مین کی گئی اور وہ کفر و الحاد کے مسائل پھیلانیوالا ٹھہرایا گیا آخر وہ بیچارہ روم
مین زندہ جلا دیا گیا اس قصور مین کہ اوسنے ایک صحیح مسئلہ ہئیت کا زبان سے نکالا تھا - ۱۶۰۹ء مین گلیلو نامی حکیم نے دوربین ایجاد کی اور اس
حکمت کو رونق دی مگر متعصب پادریون نے اوسکو ملحد ٹھہرایا اور آخر ایک تنگ و تاریک چاہ مین بند کیا - مگر باوجود ان باتون کے
اون حکیمون کی تحقیقات کو نہ مذہبی تعصب روک سکا نہ جاہلانہ خیالات اوسکے مزاحم ہو سکے - اب تمام یوروپ اوسی تحقیقات کا
پیرو ہی جیسے یوروپ کے اگلے لوگون کی کیفیت تھی وہی کیفیت اس زمانہ کے مسلمانون کی ہی کہ اگر کوئی شخص اونکو اونکی غلطیون
سے آگاہ کرے یا جدید علوم و فنون حاصل کرنے کی ترغیب دے تو بہت لوگ ورنہین تو تبرا کہنے یا کفر و الحاد کا فتوی قائم
کرنے سے درنہ گذرینگے - (کتاب اتفاق مسلمانان مولفہ محمد ابو الحسن مجد الدین ولد مولانا پیر محمد الخضری)

ایجاد عرب ہی سی ہو- ڈاکٹر ڈراپر صاحب لکھتے ہین کہ علم کے سیکھنے مین اہل فرنگ ابو علی الحسن اور ابو موسیٰ اور ابو الوفا اور دیگر علماے عرب کے زیادہ تر احسانمند ہین-

جان ڈیون پورٹ صاحب نے لکھا ہی کہ عرب کے علم ادب نے روم و یونان کے علم ادب مین جان ڈالدی تھی- اورینٹل ٹرینسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز مین اسباب کا اعتراف کیا گیا ہی کہ فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات مین کوئی عرب سے بڑھ کر نہین ہوا- ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہی کہ علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہی نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب ہی جسنے مسلمانونکی طرح بارہ سو برس تک کے حالات زندگی لکھے ہون ہکو پانچ لاکھ مشہور عالمون کا تذکرہ انکی کتابون سے مل سکتا ہے-

علاوہ برین ایک سو کئی علوم یونانیون نے کبھی خواب مین بھی نہ دیکھے تھے جو مسلمانون مین بڑی ترقی کے ساتھ رائج ہین انمنجملہ علم صرف کے واضع ابو معاذ مسلم ہرا- علم نحو کے واضع حضرت علی مرتضیٰ رض وابو اسود دیلی- بیان و معانی کے شیخ عبد القاہر جرجانی بدیع کے عبد اللہ عروض کے خلیل بن احمد- قرأت کے مالک بن انس- اصول تفسیر کے جلال الدین بلقینی مناظرہ کے ابوزید دبوسی- حدیث کے شہاب الدین زہری- اصول فقہ کے امام شافعی فقہ کے یزید بن حبیب- فرائض کے فخر الدین ابو شجاع- کلام کے ابو الحسن اشعری- تطبیق کے ابو نصر فارابی- تصوف کے ذو النون مصری و حسن بصری ہین-

دیگر علماے اسلام مثلاً حنین بن اسحاق- اسحاق بن حنین- ثابت بن قرہ حرانی- ذکریا رازی- ابو عثمان دمشقی- علی بن زین طبری- ابو الخیر- یحیٰ بن یونس نصرانی- محمد بن جابر خراسانی- ابو سہیل کوہی- ابن اعلم بغدادی- ابو الفرج ہندو- ابو ذکریا- ابو عبید عبد اللہ و ابو عبد اللہ معصوم- ابو الحسن انبیری- میمون بن نخشب واسطی- ابو سلیمان بن محمد فارسی

سلہ اس فہرست مین دو تین نصرانی الملت کے نام بھی آگئے ہین چونکہ اونھون نے اسلامی خلفا کے یہان نشو و نما پائی تھی اصلا انکا وطن بھی عراق عرب تھا اسلیے حکماے اسلام مین شمار کیے گیے-

ابو عبد اللہ بابلی یحیی بطریق - یعقوب بن اسحاق - ابو زید بلخی - ابو القاسم کرمانی - امام منصور لحی بن حجاج - ابن ناعمہ - ابو ریحان بیرونی - ابو علی الحسین[1] ابن سینا - ابو علی بن ہیثم (بطلیموس ثانی) - ابو الفتح کوشک - ابو سہیل نیشاپوری - ابو الفضل بن فضل - ابو القاسم عبد الرحمن - ملک عضد الدین - عمر خیام - عین القضاۃ - ابو حاتم اسفرائینی - قاضی زین الدین تاج الدین عبد الکریم شہرستانی - ابن شبلی - ابو سلیمان محمد بن طاہر بہرام - ابو الحسن عامری ابو الحسن بن احمد جوشی - ابو محمد بخاری - ابو البرکات - محمد خوارزمی - بہاء الدین ابو محمد - ابو حفص خراسانی - ابن الندیم - ابن عابد - سعد بن علی - ابو بکر رازی - محمد غزالی - ابو یوسف رازی - علی[2] بن عیسی - محمد بن احمد بیہقی - ابو القاسم انطاکی - امیر سید امام - اسمعیل ہروی - ابو الفتح کیشی - خالد بن عبد الملک - ابن مقنع - ابو الوفا بوجانی - ویجن بن رستم کوہی - ظہیر الدین نصیر الدین طوسی - فخر الدین رازی وغیرہ علوم حکمت مین کسی فلاسفہ یونانی سے کم نتھے سچ تو یون ہو کہ ان لوگون نے علوم یونان کے زنگ کو بھی اپنی صیقل صلوات تحقیقات سے جلا و مصفا کر دکھایا اور ان کے اغلاط کو قلم اصلاح سے بنایا ہو۔

غرضکہ متقدمین اہل اسلام نے ہر طرح کے کمالات علمیہ و صناعات کسبیہ و علوم حکمیہ و فنون عقلیہ کی تحقیق و تفتیش مین تمامی باشندگان عالم سے زیادہ محنت و عرقریزی کی اور علوم و فنون کہنہ و مندرسہ کو بالحاق تحقیقات نفیسہ و جدیدہ حیات تازہ بخش کر دنیا کی کل قومون مین شائع و ذائع کر دیا فی الحقیقت انھین کی ہمت و جانفشانی کا یہ ادنی ثمر ہو کہ آج علم و تہذیب کا چرچا ممالک یوروپ مین گھر گھر ہے - سڈلیو جو ایک نامی مدرس علوم تواریخ کا ملک فرانس مین تھا اور ارباب فنون مین ایک رکن رکین شمار کیا جاتا تھا تواریخ عرب مین یہ لکھتا ہے کہ قوم عرب بلاشبہ ہمارے یعنی یوروپ کے اوستاد ہین جس سے انکار نہین ہو سکتا اور اونھون نے وہ سامان مہیا کیے جس سے ہماری یہ تاریخین ہین اور اونھون نے ہی حالات سفر کا

[1] ابو علی الحسین کا قانون صدہا برس تک یوروپ کے مدرسون مین پڑھایا گیا ہو ۱۲

[2] علی ابن عیسی کو چمبرس کی سائیکلو پیڈیا مین نہایت نامی اطبائے اسلام مین سے شمار کیا ہے ۱۲

قلمبند کرنا شروع کیا اور اونھون نے ہی مشاہیر لوگونکی زندگی کا حال تواریخ مین لکھنا اختراع کیا اور وہی
صناعی اور دستکاری مین اس مرتبہ کمال کو پہونچے جسکی انتہا نہین ہو سکتی اور اونکی عمارتون اور مکانات
کے آثار کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ نہایت بڑے کاریگر اور صناع تھے اور ایسی ہی باتین جو
عرب نے نئی نئی ایجاد کی ہین اونسے عرب کی اس قدر فضیلت ثابت ہوئی ہی کہ آج تک اوسکے
موافق کسی نے عرب کی قدر نہین کی اور کسی کو اونکا اصلی رتبہ نہین معلوم ہوا چنانچہ جب علم طبیعات
اور علم طب اور علم تواریخ اور علم کیمیا اور علم فلاحت عرب کے ہاتھ آیا تو اونھون نے اوسمین اور کمالات
اور خوبیان زیادہ کردین حالانکہ ایسے کامون مین وہ زیادہ دل نہین لگاتے تھے بخلاف اور علوم عقلیہ کے
جنمین اونھون نے حد سے زیادہ کوششین کین تھین اور نوین قرن کے شروع سے پندرھوین قرن کے
آخر تک اوسمین ہمہ تن مصروف رہتے تھے یہانتک کہ ان علوم مین اونکی فضیلت حد سے زیادہ بڑھکر
ہو گئی تھی اور جہانتک ہمکو معلوم ہی گویا وہ ایک شمہ عرب کے اوس اصلی فضیلت کا ہی جو آج تک ہمکو
معلوم بھی نہین ہوئی مگر بہر کیف عرب کی قوم ہمارے جملہ فضل و کمال کا اب بھی سرچشمہ ہی اور جنکو کمالات کو
ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ اور قوم کا ایجاد ہوگا وہ اب ہمکو اونکی کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا چلا جاتا ہی
کہ اصل مین سب کے موجد عرب ہی ہین اسکے بعد یہ مورخ واسطے تائید کلام کے الکسنڈر ہمبولٹ
جرمنی کا یہ قول نقل کرتا ہی کہ عرب کے قومون کو خدا تعالے نے دنیا مین اسلیے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم
و فنون اور اسباب تمدن کو اون مختلف قومون مین پہونچاوین جو فرات کے کنارہ سے اسپانیہ کے
وادی کبیر تک پھیل رہی ہین چنانچہ اون تمام قومون نے جملہ کمالات اسی قوم عرب سے حاصل
کئے تھے اور اہل عرب کی طبیعتون مین قوم بنی اسرائیل کیطرح یہ بات نہ تھی کہ وہ کسی قوم سے
نہ مل سکتے ہون بلکہ وہ برخلاف اسکے سب قومون سے ملتے جلتے تھے اور اونکی اسی عادت نے
تمام دنیا مین اونکے فضائل کو پہونچا دیا مگر باوجود ملنے جلنے اور اختلاط کے عرب مین ایک یہ کمال تھا
کہ وہ جہان جاتے تھے اپنی عادات کو نہ چھوڑتے تھے اور کسیکی وضع یا چال و چلن کو نہ اختیار
کرتے تھے اور اونکے مزاج کسیکے ملنے سے ہرگز نہ بدلتے تھے اور رومانیہ کی قوم نے باتمان

مین جو کچھ حاصل کیا یا جو کچھ اوسکو آیا وہ عرب ہی کی فتوحات کے زمانہ طویل کے بعد آیا اور عرب ہی سے
اوسنے سیکھا - عرب جہان جاتے تھے اپنے طریق تمدن کو گویا اپنے ساتھ لیجاتے تھے اور جہان وہ قیام کرتے تھے
اون کا طریق تمدن بھی وہان پھیل جاتا تھا چنانچہ اونکی عادت تھی کہ جس ملک مین وہ گئے وہان اونھون نے
اپنی زبان اپنے علوم اپنا دین اور اپنے اخلاق مہذب کو شائع کرنا شروع کیا اور اپنے ایسے عمدہ اشعار کو
پھیلایا جنپر گویا انسنقر اور تربدور شاعرون نے اپنے اشعار کی بنا رکھی ہی بعد اسکے یہ مورخ لکھتا ہی کہ ہم پھر کہتے ہین
کہ عرب کی تصنیفات اور اونکی مخترعات سے ہمارے نزدیک یقیناً یہ بات ثابت ہو گی کہ اہل عرب کی
عقلین حقیقت مین سب قومونکی عقلون سے زیادہ تیز تھین اور اونکی عقل کی خوبی کا شہرہ فرنگستان
یوروپ تک پہونچ گیا تھا اور یہ بڑی حجت اور قوی دلیل اس بات کی ہی کہ عرب کی قومین کمالات علمیہ
اور فنون کسبیہ مین ہماری معلم اور ہماری اوستاد تھین اور اس بات کے اور لوگ بھی قائل ہین -

تاریخ دوری مین جسکا مصنف وزیر اعظم ملک فرانس کا ہی یہ لکھا ہی کہ ایک زمانہ مین
یوروپ کی قومین جہالت کی تاریکی مین ٹکرین مارتی پھرتی تھین کہ دفعۃً اوسپر امت اسلامیہ
کی جانب سے ایک نور علوم ادبیہ اور فلسفیہ اور فنون صناعی اور دستکاریون وغیرہ کا پرتو افگن ہوا
کیونکہ اوس زمانہ مین شہر بغداد[1] - بصرہ - سمرقند - دمشق - قیروان - مصر - فارس - غرناطہ[2] -

---

[1] یہ شہر ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک عباسیون کا دار الخلافت رہا جو کہ عراق عرب مین دجلہ کے دونون کنارون پر آباد ہی - غربی کنارے کی آبادی کو
کرخ کہتے ہین اور شرقی کو عسکر مہدی اور رصافہ - عراق عرب وہ ملک ہی جسکے غرب مین زمین جزیرہ (ما بین دجلہ و فرات) اور شرقی بلاد
کوہستان یعنی عراق عجم ہی اسکے مشہور شہر کوفہ - قادسیہ - بغداد - مدائن - بابل نہروان - واسط - بصرہ وغیرہ ہین - بغداد کو جو ترقی خلفاے
بنی عباس کے عہد مین حاصل تھی وہ اظہر ہی ہارون الرشید کے زمانہ مین بغداد کو جو رونق حاصل تھی وہ بیان سے باہر ہی خاص بغداد مین
تین سو اطبا کو خلافت کی جانب سے مطب کی اجازت حاصل تھی اور اس سے بغداد کی آبادی کا تخمینہ ہوسکتا ہی کہ ایک امام کی تجہیز و تکفین
مین آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتین شریک تھین ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ صرف بغداد مین تیس ہزار مسجدین اور دس ہزار حمام تھے ۱۲

[2] غرناطہ (گرانڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہی اور اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہی اسی نام سے مشہور ہی
ابو علی عمر بن محمد شلوبینی اس صوبہ کا رہنے والا ہی جو کہ امام نحو گذرا ہی اور ابو بکر محمد بن صائغ الباجی التجیبی المعروف با بن صائغ اندلسی ابو حیان
غرناطی وغیرہ بڑے ہی نامی گرامی اشخاص گذرے ہین - اوسی شہر مین محل الاحمر نامے عمارت اہل اسلام کی بڑی یادگار ہی خلفاے بنی امیہ
مین سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین طیار ہوئی تھی اور اٹھارہوین خلیفہ کے عہد مین اہل اسپین نے مسلمانون سے چھین لی - اندلس

قرطبہ[۱] وغیرہ علوم اور فنون و صناعی کے مرکز تھے اور وہان کہین کمالات علمی اور عقلی پھیلے انھین شہرون مین سے پھیلے اور قرون متوسطہ مین اہالیان یورپ انھین شہرونمین سے اوڑا لیگئے - اور یہ بھی اوسی تاریخ مین مرقوم ہی کہ علوم ریاضیہ مین تو اہل عرب نے نام پایا ہی خصوصًا ان علما نے جنکو خلیفہ ہارون رشید نے قسطنطنیہ سے بلایا سنہ ۹ء کے آغاز مین خلیفہ ہارون رشید نے دو بغدادی عالمون کو حکم دیا کہ تم صحرا سنجار کے خط طولی کے ایکدرجہ کی مسافت کو ناپو

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۵ - یعنی اسپین مین سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانون کی محکوم رہی - اسپین کے خلیفہ عبد الرحمن نے سنہ ۱۳۹ھ مین ہسپانیہ کو فتح کیا اور خلفاے امویہ کی بنیاد ڈالی - آٹھوین خلیفہ عبد الرحمن کے وقت مین ملک بہت بڑے بڑے صوبون مین منقسم ہوگیا اور انھین صوبون کے سبب آخر اس خاندان کو نقصان پہونچا - یہ وہی خلیفہ تھا جو باوصف ان تمام مشکلون کے علم و فضل کی قدر کرنے اور اوسکو ترقی دینے مین مصروف رہا - اس خلیفہ نے دسوین صدی عیسوی مین جبکہ یورپ جہالت مین پڑا تھا پچاس برس سے زیادہ سلطنت کی اور یورپ مین لوگون کو تاریکی جہالت سے روشنی علم و عقل مین لایا - اسپین مین جو خلیفہ ہوے وہ عبد الرحمن نام رکھتے تھے پر عبد الرحمن اول عبد الرحمن دوم عبد الرحمن سوم سے تمیز کیے جاتے - عبد الرحمن اول بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان سنہ ۱۳۹ھ مین بادشاہ اندلس ہوا اور سنہ ۱۷۱ھ مین مر گیا اوسکا بیٹا ہشام تخت پر بیٹھا - بانی مسجد قرطبہ عبد الرحمن ہی جو سنہ ۱۷۰ھ ہجری مین ہوا ہی عبد الرحمن ثانی بن حکم بن ہشام چوتھا خلیفہ خلفاے امویہ ہسپانیہ کا ہی جو سنہ ۲۰۶ھ مین بعد وفات اپنے باپ حکم کے بادشاہ اندلس ہوا اور سنہ ۲۳۸ھ مین وفات پائی اور اوسکا بیٹا محمد حاکم ہوا - عبد الرحمن ثالث الملقب بناصر بن محمد مقتول عبد اللہ بن محمد مذکور بعد وفات اپنے دادا عبد اللہ کے سنہ ۳۰۰ھ مین تخت اندلس پر بیٹھا اور بعمر ۷۳ سال کی سنہ ۳۵۰ھ مین رحلت کیا - اوسکے بعد اوسکا بیٹا حکم نام و مستنصر لقب حاکم ہسپانیہ ہوا - غرضکہ مدت دراز کے بعد اسلامی حکومت کو ضعف آگیا اور سنہ ۹۰۰ھ مین اسپین مسلمانون کے قبضہ سے نکل گیا —

[۱] قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر تھا اسکی فصیل پتھر کی ہی اسمین سولسو مسجدین خلفاے امویہ کے عہد مین تھین ناصر اموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بلا کے کوہ آباد کیا تھا جسکا نام زہرا تھا اور جسکا ذکر سید یحیی قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہی - قرطبہ کے شمال و مغرب مین چھ دن کے فاصلہ پر بطلیوس (بدجور) بہت بڑا شہر ہی اسمین متوکل ابن عمر فطش نے نہایت عالیشان عمارتین بنوائی تھین - ابن قلاس نے اسکی یاد مین بہت حیرت ناک شعر لکھے ہین - قرطبہ سے چار دن کے فاصلہ پر اشبیلیہ (سویل) اندلس کی دار الخلافتون مین سے ہی - واضح رہے کہ اسپین مسلمانون کے قبضہ سے نکل جانے پر اونکے تمام مساجد اور معابد وغیرہ بھی نصرانی تصرف مین آئے خصوصًا وہ مسجد گرجا گھر ابتک ہی جسکی نسبت سیر الاسلام ترجمہ باب ۴ صفحہ ۱۹۳ مین لکھا ہی کہ پہلے بادشاہون خاندان بنی امیہ نے بیچ کورڈوا کے ایک مسجد مسجدون دمشق اور بیت المقدس کے موافق عرض و طول و ارتفاع و خوبصورتی اور رونق مین آٹھ برس کے عرصہ مین تعمیر کروائی اسکی چھتون کے تلے ایکہزار سے زیادہ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوے تھے اور پیتل کے انیس دروازون سے مسلمان آتے جاتے تھے دولت ملک کی خریدنے مین عطریات ممالک مشرقی کی صرف ہوتی تھی وچار ہزار ساتسو چراغ ہمیشہ رات کو روشن ہوتے تھے اس تختگاہ بنی امیہ مین دو لاکھ گھر اور چھ ہزار مسجدین اور نو ہزار حمام واسطے آرام خلقت کے تیار تھے ۱۲ -

تاکہ اوس سے کرویت زمین کی بالمشاہدہ ثابت ہو جاوے چنانچہ قطب شمالی کے ارتفاع سے جاوس
خط کے ایک طرف جانے سے ظاہر ہوئی تھی زمین کی کرویت کو ثابت کیا علاوہ اسکے اہل عرب نے
کتاب اقلیدس (نجار) کی شرح کی اور بطلیموس کی زیچ کو درست کیا اور منطقۃ البروج کی تعریج کا
حساب لکھا۔ جیساکہ اونھون نے اوقات اعتدال کے اختلاف کو لکھا تھا اوسیطرح اونھون نے
سنین شمسیہ اور سنین قمریہ کے اختلاف کو لکھا اور اونکے درمیان چند دقیقون کا فرق پایا۔
اور عرب نے تحریر کے واسطے نئے قسم کے آلات ایجاد کیئے اور علاوہ ان کمالات کے اور بہت سی
باتین ہین جنسے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ اہل عرب فن ریاضی مین بھی ایسا ہی کمال اور ایسی ہی دستگاہ
رکھتے تھے اور منجملہ اونکے وہ عجیب و غریب مکانات رصدیہ ہین جو سمرقند[1] کے گرد بنے ہوئے ہین
اہل یوروپ اس بات کا اقرار کرتے ہین کہ اہل عرب نے کاغذ کے ایجاد کرنے مین کپڑے کے ایجاد پر بھی
فوق حاصل کیا چنانچہ اسی سبب سے عرب مین کتابین بہت سی ہو گئین اور اونسے بہت سے فائدے ہوئے
اور عرب کو فن طب مین بھی نہایت کمال حاصل تھا یہانتک کہ وہ اس فن مین مشہور ہو گئے تھے اور یہ
فن اونھون نے یونانی کتابون سے حاصل کیا تھا چنانچہ ابن رشید مغربی کے جالینوس کی تصنیفات پر بہت سے
ایسے حاشیہ ہین جنکے دیکھنے سے فن طب مین اہل عرب کا کمال معلوم ہوتا ہی اور عرب کے فلسفیون مین
بھی چند شخص ایسے مشہور ہین جو ایک زمانہ مین حکیم اور طبیب بھی ہو گئے ہین جنمین ایک بو علی سینا ہی جسنے
۴۲۸ھ مین انتقال کیا اور ایک وہی ابن رشید ہی جسکا ذکر ہوا اور یہ لوگ اس درجہ لائق و فائق مشہور تھے
کہ اونکے دشمن بھی اونسے معالجہ کرانے کی تمنا رکھتے تھے۔ ایک خاص فضیلت حکماے عرب کو
پانیون کے مقطر کرنے کے طریقون اور بہت سے عمدہ عمدہ دواؤن کے استعمال مین حاصل تھی اور منجملہ اون علوم کے

---

[1] سمرقند و اندلس کی رصدگاہون کے کھنڈر ابتک موجود ہین۔ مراغہ آذربیجان مین مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے اس شہر کے
باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان نے اپنے عہد مین نصیر الدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تھی۔ مامون رشید نے ۲۱۵ھ مین قاسیون
اور بغداد مین خالد بن عبد الملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تھین لیکن ۲۱۸ھ مین جب وہ مرگیا تو وہ رصدین ناتمام
چھوڑ دی گئین پھر شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے بغداد مین ویجن بن رستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی۔ واضح رہے کہ قاسیون
دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہی مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تھا ۱۲

جنمین اہل عرب کو اورون پر فضیلت تھی ایک علم جغرافیہ ہو اور اس فن مین اونکو فضیلت صرف اس سبب سے حاصل ہوئی کہ اونکو دور دراز ملکون مین فتح نصیب ہوئی اور بڑے سفرونکی جانب اونکو ہمیشہ رغبت رہی اسوجہ سے اونکو بہت سے ایسے شہرونکا حال معلوم ہوگیا جہان یا تو اہالیان یورپ پہونچ ہی نسکے یا تو وہ اونکو بھول گئے اور اس فن مین جو لوگ بہت مشہور تھے اونمین سے ایک تو ابوالفدا اور ایک مسعودی اور ایک ادریسی ہین اور عرب کی تجارت کا حال یہہ ہو کہ اونکو ہمیشہ تجارت کی طرف رغبت رہی اور جب اونکی سلطنت پیرینی (پری نیز) پہاڑ سے جو فرانس اور اسپین کے بیچ مین ہی بڑھکر جبال ہمالیہ تک جو شمالی ہند مین ہو پہونچی تو اوسوقت وہ دُنیا کے بڑے تاجرون مین ہوگئے اور فن زراعت مین تو اونکے مثل کوئی زمانہ مین نہ تھا اسواسطے کہ جسقدر پانی وغیرہ کھینچنے اور اوسکو اپنی کھیتی کی کیاریون مین پہونچانے مین یہ لوگ مضبوط تھے دوسرا ہو نہین سکتا اونھین کا کام تھا کہ دھوپ کی شدت مین اپنے کھیت کی کیاریون کے کام مین مصروف رہتے تھے بس اونکی یہ سیرت جسکے اہل بلنسیہ اب تک پابند ہین اس قابل ہو کہ ہملوگ اونکا اقتدا کرین اور علاوہ ان کمالات کے فنون دستکاری کو اہل عرب نے رومیون کے بڑے بڑے شہرون مین جاکر حاصل کیا یہانتک کہ وہ اس فن مین بہت بڑھ کے صناعون مین ہوگئے چنانچہ اس باب مین اونکے کامل ہونیکی سند یہ ہو کہ مقام طلیطلہ[۱] جو سلطنت اسپانیہ کے ماتحت تھا وہان کے ہتھیار نہایت مشہور تھے اور مقام غرناطہ کا حریر مشہور تھا اور ان چیزون کی اسقدر شہرت تھی کہ اہالیان یورپ باوجود اسکے کہ اونکو عرب سے بسبب مخالفت مذہبی نہایت ہی نفرت وعداوت تھی ہمیشہ اونکو عرب سے بیش قیمت پر خریدا کرتے تھے اور اونکو نہایت پسند کرتے تھے غرضکہ مملکت اسپانیہ کو یہ اتنی ترقی اور رونق مین یہ شہرت خلفا کے شروع زمانہ مین ہوئی اور پھر اوسکی آبادی کو ترقی ہوتی گئی اور روز بروز اوسکی رونق بڑھتی گئی یہانتک کہ جب شباب اوسکی ترقی کا ہوا تو صرف ایک مقام قرطبہ مین دو لاکھ گھر اوسکے باشندون کے ہوگئے اور چھ سو مسجدین اور پچاس شفاخانے اور اسی عام مدرسے اور نو سو حمام اوسمین بنگئے اور یہ مجمل سے نمونہ اوس انتظام مدن اور ترقی عرب کا ہو جو اہل عرب نے وادی تاج کے

[۱] طلیطہ (ٹولیڈو) دریائے ٹیگس پر سابق مین دارالسلطنت تھا۔

کنارون سے لیکر جو اسپین کا وادی کبیر ہے ہندوستان مین وادی ہندوس تک اپنی لیاقت سے پھیلایا تھا اور جسکی لطافت اور روشنی سے آنکھین جھپکتی تھین اور اکثر ملکون مین جنکو مسلمانون نے فتح کیا دیانت داری اور مسلمانون کی زبان اور قرآن کے احکامات برابر جاری رہے اور اہالیان یورپ نے قرون متوسطہ مین انھین مسلمانون سے کمالات علمیہ اور صناعیان اوڑا لیگئے اور گو بعض صناعیان اہل عرب کی ایسی بھی ہین جو انھون نے اورون سے لی ہین لیکن بہ سبب اسبات کے کہ اونکی تہذیب و اصلاح اونھین کے زمانہ مین ہوئی فضیلت اونھین کو حاصل ہے —

گاڈفری ہگینس صاحب لکھتے ہین کہ مین بخوبی جانتا ہون کہ عیسائی لوگ مسلمانون پر اور اونکے مذہب پر اور ہر ایک شی پر شاہانہ حقارت سے نظر ڈالنے پر مائل ہین مگر وہ تحقیق کرین تو معلوم ہو جاوے کہ اہل اسلام اپنے مذہب کے تقرر کے تھوڑے ہی عرصہ بعد کل روے زمین پر سب سے زیادہ فیاض اور با علم قوم ہو گئی اور یہ کہ علوم مفیدہ متقدمین کی نسبت بھی اونکے ذریعہ سے ہمکو زیادہ پہونچے ہین اور اونکے مذہب مین فیاضی اور اخلاق کامل کے مسائل کثرت سے ہین اور اونکے مذہب کو جاہل متعصبون کے جبر سے الزام لگانا جیسا کہ وہ اس زمانہ مین سوا ہی ویسا ہی بیجا ہے جیسا کہ دین عیسوی کو بعض اوسکے پادری اور محققون کے جرمون سے ہے — فرنگی اپنی حالت کی فوقیت پر جو کہ اونکو علوم اور فنون اور فوج مین مسلمانون پر حاصل ہے بڑے نازان ہین اور اگر کوئی شخص اونکی گفتگو سنے تو یہ گمان کرے کہ زمانہ سابق مین کوئی قوم اس عمدہ اور مفید تحصیل مین کبھی فائق نہین ہوئی لیکن اسمین سامع کو بہت دھوکا ہو گا کیونکہ شاید بجز بعض فروع اوس حکمت کے جو تجربہ سے متعلق ہے اور سواے کارخانون کے کوئی ایسے فن اور علم کی شاخ نہ تھی جو خلیفون کی رعایا مین اوس کمال کو نہ پہونچی ہو جو اوسکو اب گریٹ برٹن مین حاصل ہے —

رچرڈسن صاحب جنکی شہادت پر اس باب مین کسیکو شک نہ ہو گا کہتے ہین کہ آٹھوین اور نوین اور اوسکے بعد کی صدیون مین جب فرنگستان مین جہالت اور بےعلمی چھا رہی تھی اور شاہزادے اور بڑے بڑے تعلقدار نوشت و خواند سے عاری تھے اہل عرب علم اور ذہانت مین ہمسر اون رومیون کے تھے جو اغوسطین بادشاہ کے عہد مین تھے بلکہ بوجہ سلطنت کے وہ رومیونکی بہ نسبت شان و شوکت اور عمدہ ذوق

اور راحت زندگی مین اونسے بڑھ کر تھے خلیفہ مہدی اور رشید اور مامون اور نامی خاندان بنی عباس کے اور بادشاہ عالم اور ذہین اور خلیق تھے اور چونکہ علم اور ذہن بادشاہی عنایت حاصل کرنے کے وسائل یقینی تھے اسوجہ سے سب لوگ اونکو حاصل کرتے تھے شاہزادے اور سپہ سالار اور وزیر لیاقت علمی کے صرف حامی ہی نتھے بلکہ خود نامی منشیون مین بڑا رتبہ رکھتے تھے۔

پھر گاڈفری ہگنس صاحب یہ لکھتے ہین کہ عرب کی قدیم عادتون کی نسبت سیل صاحب نے قرآن کے ترجمہ کے پہلے دیباچہ مین جو بیان نکتہ چینی کے ساتھ لکھا ہو وہ دیکھنا چاہیے کہ زمانہ جہالت مین عرب عورتون کو مثل مال و اسباب کے سمجھتے تھے اونسے مثل لونڈیون کے سلوک کرتے تھے اور اپنی بیٹیون کو زندہ دفن کر دیتے تھے جناب پیغمبر صلعم مبعوث ہوے اور دو صدیون تک بہادری اور سخاوت اور خدا پرستی نے دنیا کے اخلاق پر روشن نشان چھوڑا یہ دو صدیان اکثر باتون مین یونان اور روم کے نہایت عمدہ زمانون کے مانند ہوئین ہمنے دیدہ و دانستہ دین اسلام کا ذکر کیا جو زمانہ حال کے تمام مذہبون مین سب سے زیادہ ایک حال پر قائم ہی اور اسی سبب سے متضمن بہت سے قباحتون اور نقصانون کا ہی۔

ٹامس کارلائل صاحب جو کہ نہایت نامور عالم ہین اپنی کتاب لکچرز آن ہیروز مین لکھتے ہین کہ اسلام عرب کی قوم کے حق مین گویا تاریکی مین روشنی کا آنا تھا۔عرب کا ملک پہلے ہی پہل اوسکے ذریعہ سے زندہ ہوا اہل عرب گلہ بانون کی ایک غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانون مین پھرا کرتے تھے اور کسی شخص کو اونکا خیال بھی نہ تھا اوس قوم مین ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام کے ساتھ جسپر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دنیا مین مشہور و معروف ہوگئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز بنگئی اوسکے بعد ایک صدی کے اندر ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہوگئی۔عرب کی بہادری اور عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہاے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتی رہی اعتقاد ایک بڑی چیز اور جان ڈالنے والا ہی جسوقت کوئی قوم

لہ ابو الفدا ایک نامی بادشاہ ایسا مورخ اور جغرافیہ دان اور مصنف ہوا ہی کہ اوسکی نظیر دوسری قوم مین کم ملیگی اسیطرح شاہ بابر اور امیر تیمور بادشاہ ہندوستان بڑا عالم صاحب تصنیف گذرا ہی واضح رہی کہ ابو الفدا ساتوین صدی ہجری مین تھا اور اوسکی کتاب تواریخ ابو الفدا مشہور ہی۔

کسی بات پر اعتقاد لاتی ہی تو اوسکے حالات بار بار اور روح کو عظمت دینے والی اور رفیع الشان ہو جاتے ہین یہی عرب اور یہی حضرت محمد صلعم اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسی ملک مین پڑی جو ظلمت مین کس مپرس ایک ریگستان تھا مگر دیکھو یہ ریگستان نے و شور سے اوڑ جانیوالی بارود نکلا آسمان تک اوٹھتے ہوئے شعلون سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کر دیا۔

ایک آرٹیکل لکھنے والا چیمبرز سیکلوپیڈیا کا کہتا ہی کہ ہم اسبات پر یقین نہین کر سکتے ہین کہ اسلام نے تمام انسانون کی بھلائی کے لیے کیا کیا لیکن اگر نہایت ٹھیک ٹھیک کہا جاوے تو یوروپ مین علوم و فنون کی ترقی مین اوسیکا حصہ تھا مسلمان علی العموم نوین صدی سے تیرھوین صدی تک وحشی یوروپ کے لیے روشن ضمیر معلم کہے جا سکتے ہین خاندان عباسیہ کے خلفا کے نہایت عمدہ زمانہ سے یونانی خیالات اور یونانی تہذیب کا از سر نو سرسبز ہونا شمار کیا جا سکتا ہی۔ قدیم علم عرب ہمیشہ کیواسطے بغیر کسی علاج کے مفقود ہو جاتا اگر مسلمانون کے مدرسے میں اوسکو پناہ نہ ملتی۔ عربی فلسفہ قدرتی چیزونکی تواریخ جغرافیہ علم تاریخ صرف و نحو علم کلام اور فن شاعری کی بہت سی کتابین پیدا ہو گئین جنمین سے اکثر اوسوقت تک جاری رہینگی اور تعلیم دیجا دینگی جبتک کہ مسلمین تعلیم ہونے کے لیے پیدا ہوتی رہینگی۔

جان ڈیون پورٹ صاحب لکھتے ہین کہ اہل عرب خیال کرتے ہین کہ دنیا چار چیزون کی سبب سے قائم ہی وہ چارون چیزین یہ ہین۔ علم عقلا۔ انصاف شاہان۔ نماز صلحا۔ جسارت دلیران اور ان سب سے زیادہ بات یہ ہی کہ اونھون نے قرآن شریف مین خدا ہی تعالی سے کہوایا ہی کہ مال و منال دنیا ناچیز اور بے حقیقت ہی مگر علم و فضل نعمت بیزوال ہی اور آنحضرت صلعم نے بڑے شد و مد سے علم پڑھنے کے واسطے نصیحت فرمائی ہی اور آپ کے خویش یعنے حضرت علیؓ کا یہ قول ہی کہ اللہ تعالی کی بڑی عنایت ہی اگر مال کی جگہ علم عطا فرماوے۔

پہلی جن لوگون نے فلسفہ اور حکمت کو دوبارہ مروج کیا وہ لوگ بلاشبہہ ایشیا کے اہل اسلام اور ملک اندلس کے مسلمان تھے یہ لوگ قدما اور متاخرین کے ہم سلسلہ خیال کیے جاتے ہین اور اونھون نے خلفاء عباسیہ اور

نبی امیہ کے زمانہ مین خروج کیا تھا علم و فضل جو اصل مین شرق سے یوروپ مین آیا یہ حقیقت مین دوبارہ لانا
اہل اسلام ہی کا باعث تھا کہ اہل عرب مین چھ سو برس سے علم و فضل کو رواج تھا مگر ہملوگ ہنوز جہالت
اور بےعلمی مین مبتلا تھے اور علم و ادب ہمارے یہان سے بالکل نیست و نابود ہو گیا تھا شسم صاحب کا
قول ہو کر مورخان معتبر کے نزدیک کہ دسوین صدی مین یوروپ غایت درجہ کی جہالت مین پڑا ہوا تھا
اور بلحاظ فلسفہ اور حکمت سوائے منطق اور فصاحت و بلاغت کے کوئی علم شامل نہ تھا اور وہ خیال
کرتے تھے کہ یہی دونون علم عقل انسانی کی بنیاد ہین یہ بات یقینی ہو کہ اُس زمانہ مین اہل عرب نے ملک
ہسپانیہ اور اٹلی مین بہت سے مدرسے جاری کیے تھے اور ان مدرسون مین ہزارون طلبا عربی فلسفہ اور
حکمت کی تعلیم پاتے تھے اور پھر اِن علوم کو اکثر عیسائی مدرسون مین جاری کرتے تھے ہمین اسبات کا اقرار
کرنا چاہیے کہ تمام قسم کے علم یعنی طب اور طبیعات اور فلسفہ اور ریاضی جو دسوین صدی سے یوروپ مین جاری
ہوے یہ سب اصل مین اہل عرب کے فلسفہ مدارس سے سیکھے گئے تھے مگر خصوصًا اندلس کے مسلمان بانی
فلسفہ یوروپ خیال کیے جاتے ہین پہلے علم شعر اور علم داستان اہل یوروپ مین اہل عرب کی سبب سے رائج ہوا
اہل اسلام نے اپنی فتوحات حاصل کرنے کے بعد ترقی زبان کے سبب علم ادب کی طرف توجہ کی جب
وہ یہ بات حاصل کر چکے تو اونکی علمی ترقی ایسے قلیل عرصہ مین ہوئی کہ کبھی متقدمین کو بھی ایسے قلیل عرصہ مین
حاصل نہوتی تھی اہل یونان نے اٹھ سو سال مین علم ادب مین کمال حاصل کیا تھا اور اسیقدر عرصہ مین
اہل روما[1] کے یہان بھی عمدہ مصنف پیدا ہوے اتنے ہی عرصہ مین روما زبان کی ایک فرع نے جنوبی فرانس مین
ترقی پائی اور وہان علم ادب کا رواج ہوا مگر اہل عرب نے صرف ڈیڑھ سو برس کے عرصہ مین علم ادب مین
کمال حاصل کر لیا اور قدما کے فلسفہ اور شاعری اور فنون کے نگہبان بنگئے اہل روما اور گوتھ[2] لوگون نے
ہسپانیہ کو دو سو برس مین فتح کیا تھا مگر اہل عرب نے صرف تین برس مین اس ملک کو فتح کیا اور کوہ پری نیز سے
اوتر کر اوسطرف فرانس مین پہونچگئے اونکی علمی ترقی بھی ایسی ہی جلد حاصل ہوئی جیسی انھین فتحین حاصل ہوئی تھین

[1] روما (رومیۃ الکبری) اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہو جو کہ دریاے ٹائبر کے بائین کنارہ پر بحیرہ شام سے سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہو۔
رومیون کی شاہنشاہی کے عہد مین یہی دار السلطنت تھا ۱۲

[2] گوتھ بڑی قوم تھی جسنے یوروپ مین بڑا زور پکڑا تھا پھر وہ دو قسمون مین منقسم ہو گئی شرقی گاتھ اور مغربی گاتھ ۱۲

سویل سے اصفہان تک اہل عرب کا علم بہت جلد پھیل گیا بغداد اور کوفہ اور قاہرہ اور بصرہ اور فارس اور مراکو اور قرطبہ اور غرناطہ اور بلنسیہ[۱] اور سویل مین اہل عرب کی حکمت اور فصاحت اور بلاغت نے بہت جلد رواج پایا -

ہنری لوئیس صاحب اپنی تواریخ فلسفہ مین لکھتے ہین کہ مسلمانون ہی کیوجہ سے یوروپ مین علم اور فلسفہ پہونچا اس امر خاص مین یوروپ اونکا ممنون احسان ہی اور اس سے بڑا احسان عرب کا یوروپ پر یہ ہی کہ اون لوگون نے علم ہندسہ اور ہیئت اور طب اور کیمیا[۲] مین بڑی کوشش کی اور انہین کی بدولت اسپین سے فرانس ہوکر فرنگستان مین علم پھیلا -

ڈاکٹر ٹیلر اپنی کتاب کے حصۂ دوم مین لکھتے ہین کہ فرنگستان مین جو علوم کا چرچا ہوا سو وہ عربون سے ماخوذ ہوا ہی اور اونھون نے اور ولایتون سے حاصل کیا تھا مگر عربون نے خاص اون کتابون پر التفات کیا جنمین علم ریاضی[۳] اور طبعی اور الٰہی مندرج تھے اور فرنگستان کے ممالک مغربی بھی عرب کے ترجمون کے وسیلہ سے اون علمون سے آگاہ ہوے - شارلیمین شاہ فرانس نے اون علمون کو زبان عربی سے لاطینی مین ترجمہ کروایا سو سنگکاری کے صنائع بدائع ممالک فرنگستان مین بہت کم تھے مسلمانون نے اوسکو ترقی بخشی اور علم معماری بھی اہل فرنگ نے عربون سے اخذ کیا جسمین بڑی شان و انداز اور پاکیزگی نمایان ہوتی ہی -

راڈویل صاحب قرآن کے انگریزی ترجمہ مین کہتے ہین کہ عرب کے سیدھے سادھے بھیڑ بکریان چرانیوالے خانہ بدوش بدو لوگ ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کردیا ہو وہ لوگ ملکتون کے بانی مبانی اور شہرون کے بنانے والے اور جتنے کتب خانے اونھون نے خراب کیے تھے اونسے زیادہ کتب خانون کے جمع کرنے والے ہوگئے اور فسطاط بغداد قرطبہ اور دہلی کے شہرون کو وہ قوت ہوئی کہ عیسائی یوروپ کے

---

[۱] بلنسیہ (ویلنشیہ) اندلس کے شرقی حصہ مین ایک نہایت عمدہ شہر ہی جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہی ۱۲ -

[۲] کیمیا کمسٹری کا ترجمہ لوگ کرتے ہین لیکن اصل معنے کمسٹری کے مادہ اور خواص اجسام کا علم - علم حقائق اشیا ہین ۱۲

[۳] ریاضی وہ علم ہی جسمین اون امور سے بحث کیجاوی جو وجود خارجی مین مادہ کے محتاج ہون مثلاً مقدار اور عدد - طبعی وہ علم ہی جسمین اون امور سے بحث کیجاوے جو تعقل اور وجود خارجی مین مادہ کے محتاج ہون مثلاً آب و ہوا اور دیگر اجسام بسیطہ و مرکبہ الٰہی وہ علم ہی جسمین اون امور سے بحث کیجاوے جو تعقل اور وجود خارجی مین مادہ کے محتاج نہون مثلاً باریتعالی اور عقول -
واضح رہے کہ مختلف علوم کی تقسیم و تعریف وغیرہ ناظرین کو میری کتاب عزیز المآب لاہل الحساب مین اور ناموران فرنگستان و فلاسفہ یونان کی سوانح عمری اور اونکے چیدہ اقوال و کلمات وغیرہ میری کتاب آئینہ شرافت مین دیکھنا چاہیئے ۱۲

کیکیا دیا اور قرآن کی قدر ہمیشہ اون نمازون سے ہوئی چاہی جو اوسنے اپنے ماننے والون کو عادات واعتقادات مین داخل کین - بت پرستی کے مٹانے جنات اور مادیات کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قائم کرنی اطفال کشی کی رسم کو نیست نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اوسکی ایک حد معین کرنے مین قرآن بیشک عربون کے لیے برکت اور قدرت حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی الٰہی نہ ہو اور جبکہ ہر ایک عیسائی کو بالضرور اس امر پر افسوس ہوگا کہ مسلمان فتحمندون نے بہت سے پھولے پھلے شرقی کلیسے ڈھا دیئے مگر اوسوقت اس بات کو نہ بھولنا چاہیے کہ یوروپ نے منطق فلسفہ کا علم طبابت اور فن عمارت عربون ہی سے حاصل کیا اور مسلمانون نے عیش و عشرت کے بہت سے سامان اور مفید چیزون کو ایک ملک سے دوسرے ملک کو لیجانے مین مشرق اور مغرب کے قلابے ملا دیئے -

الحاصل یہ تو ایک قصہ طویل اور دفتر بے پایان ہی اور باعترات مخالفین مسلمانون کا کمال علم و فضل مشہود و نمایان - اور حکمائے سابقین نے کہ علوم حکمیہ کی تحقیق و تدوین مین بڑا خیح و نہایت جانکاہی و عرق ریزی کی جیساکہ مشہور ہی مگر اس سے قطع نظر کہ اہل اسلام کے مانند اونسے تعمیم و نشر اور علوم و فنون کی ترقی و قدر معرض ظہور مین نہ آئی غرض و غایت تحصیل و تکمیل علم حکمت مین اونسے خطائے فاحش واقع ہوئی اونھون نے اکتساب علم و ادراک سے فقط تکمیل نفس بشری کی قوت نظری کا خیال رکھا اور معرفت کمال و قدرت حضرت رب العزت کہ فکر سے مقصد اصلی ہی اور اخلاص باللہ و کمال عقلی و جمعیت قلبی کیواسطے سبب قوی - کچھ نہ سمجھا بعنایت الٰہی یہ رسائی خاص اہل اسلام نے پائی کما قال اللہ تعالےٰ والذین یتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا *

خاتمۃ الطبع خداوند عالم کے فضل سے کتاب فوائد انتساب مسمی بہ کتب خانہ اسکندریہ ابو الحسنات قطب الدین احمد غفر لہ اللہ الصمد کے اہتمام سے بعد حفظ حق تالیف اول بار مطبع نامی لکھنؤ مین طبع ہوئی -

اشتہارات

منصور و خورشید جمال

یہ ناول سوختہ دلون کی آتش شوق بھڑکانے کے واسطے اچھا خاصہ آلہ اور برشتہ جگرون کو جلا جلا کے مارنے کے واسطے بیڈھب آتش کا پرکالہ ہے قیمت فی جلد ۱۲ر محصولڈاک ۱ر

آئینہ اتفاق

یہ کتاب اتفاق کی خوبیان اور نفاق کی برائیان بتاتی ہے قیمت فی جلد ۶ر محصولڈاک ۱ر

خواب عبرت

یہ ناول اسم بامسمے بڑی عبرت کا قصہ ہے پڑہنا تو درکنار نام لیے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین قیمت فی جلد ۱۲ر محصولڈاک ۱ر

مشرق نیرین

دنیا مین بہت سے قصے چھپے اور کم وبیش ناظرین کو مطبوع بھی ہوے مگر یہ عاشقانہ ناول بلحاظ عبارت و بکالت قصہ اچھون مین اچھا نہین تو برا بھی نہین قیمت فی جلد ۲ر محصولڈاک ۱ر

معیار شرافت

[illegible] اخلاق مین لائق قدر کے ہے [illegible] نے بڑی محنت سے کتاب [illegible]عیل صاحب بہادر سے انتخاب [illegible] مین وضیع اور شریف کا فوٹو اوتار دیا ہے قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

تہذیب فرنگ

اس کتاب کے مؤلف نے انگریزی طرز معاشرت اور روزمرہ کے ملاقات کا اس کتاب مین ذکر کرکے اس امر کو بتایا ہے کہ وہ کونسی باتین ہین جنسے

بسبب مغائرت رواسم کے ایک کو دوسرے سے تکلیف پہونچ جاتی ہے غرض کہ جسے اعلی حکام گورنمنٹ سے ملاقات اور گفتگو کی ضرورت پڑا کرتی ہی اونکے واسطے یہ کتاب مفید ہے قیمت فی جلد ۸ر محصولڈاک ۱ر

دلبر

اس ناول مین جناب عبدالشکور صاحب فرحت گورنمنٹ آف انڈیا پی ڈبلو ڈی نے اون حالات کا فوٹو اوتارا ہے جو وقت تعلیم نسوان نوجوان معلمون کے سبب سے پیدا ہوکے بقیۃ العمر لڑکیون سے خون تھکواتے اور اونکے والدین سے کوین جھکواتے ہین قیمت فی جلد ۱۲ر محصولڈاک ۱ر

عصمت

اس ناول کو مسٹر حاجی علیم الدین صاحب نے مسٹر جان لینگ صاحب کے مشہور ناول بائی فرینڈ کی وائف سے ترجمہ کیا ہے قیمت فی جلد ۸ر محصولڈاک ۱ر

نصائح دلپذیر

اس ناول مین روح اور دل اور دانش کا قصہ نہایت دلچسپ ہے قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

التماس

یہ جملہ کتب قیمت وصول ہونے سے یا بذریعہ ویلیو پی ایبل ارسال ہوسکتی ہین اور ہر قسم کا کام مطبع مین طبع ہوتا ہے جسکا نرخ خط وکتابت سے دریافت ہوگا - فہرست کتب موجودات کتبخانہ تجارتی مطبع نامی و دیگر اشیاء کی علحدہ دفتر مین موجود ہے شائقین کی خدمت مین بلا قیمت عند الطلب ۱ر کا ٹکٹ بھیجنے سے پیڈ والا بیرنگ ۲ ارسال کی جاتی ہے - (العبد) ولی اللہ مینیجر مطبع نامی لکھنؤ گڑھ ابو تراب خان مکان نمبر ۵۴

اعلان

اس مطبع مین کتب زبان عربی۔
فارسی۔ اُردو۔ ناگری موجود ہین فہرست
کتب و دیگر اشیاء بلاقیمت بر کاٹکٹ بھیجنے سے پیڈ
والا بیرنگ عندالطلب ارسال کیجاتی ہے۔ اگر کسی
صاحب نے کوئی کتاب مفید عام تالیف فرمائی یا کسی کتاب کا
ترجمہ اُردو زبان مین کیا ہو تو شکریہ کے ساتھ بلاکسی معاوضہ کے
اور کتاب مفید خاص بعد انفصال معاوضہ مطبع طبع کردیگا۔
اس کتاب کا حق تالیف بحق مطبع نامی لکھنؤ محفوظ ہے
کوئی صاحب بلا اجازت راقم قصد طبع نفرماوین۔

العبد
ابوالحسنات قطب الدین احمد عفا عنہ
ماہ جون ۱۸۹۵ع